बुक-पोस्ट प्रकाशित सामग्री

गुरुकुल पत्रिका । प्रह्लाद । आर्य भट्ट

14

रजि० संख्या एल० १२७७

सेवा में,

व्यवसाय प्रबन्धक
गुरुकुल काँगड़ी विश्वविद्यालय
हरिद्वार

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

کتابوں کا جواب لکھنے کی اجازت دوں۔ میں نے اسکو بھی نا منظور کیا۔ یہ سمجھکر کہ بادل گرجکر خودہی بند ہو جائیگا۔ جواب کی ضرورت نہیں میں خاموش رہا۔ مگر اندھیری کا زور بڑھتا گیا۔ درجن کے قریب کتابیں نکل گئیں۔ اپنے بیگانے گرد ہو گئے۔ کہ اپنی پوزیشن صاف کرو۔ تنگ آید بجنگ آید مجھے حفاظت نفس کیخاطر شمشیر قلم اٹھانی پڑی۔ مگر ایک دقت پھر پیش آئی۔ درجنوں کتابیں کس کس کا جواب لکھوں میں نے کانٹ چھانٹ شروع کی بعض رسالوں کے مصنف تو سرٹی ہوئی تالی کے کنزرکیڑونکی طرح ذاتی حملوں کمینہ خیالات۔ بدکلامی۔ دشنام دہی کے کیچڑ میں رینگتے ہوئے نظر پڑے ایسے سڑیلونکی بات کا نوٹس لینا سڑیل پن کا ثبوت دینا سمجھکر انکو وہیں رینگنے دیا کہ موج کریں تمہارا ٹھکانا بہت اچھا ہے بعض مصنف حیثیت کے لٹھ بازملاؤں کی طرح پرانی لکیر کو پیٹتے نظر آئے۔ ایسے نہتے لوگوں پر شمشیر قلم اٹھا کر دوڑنا میرے نزدیک بزدلی ہے میں نے انکو بھی انکی پرانی غاروں میں ہی پڑا رہنے دیا۔ کہ چین کرو۔ میری تحریر کا شش تمہارے ملک میں آنا کسرشان سمجھتا ہے۔ غرضیکہ تمام الابلاؤں سے صرف دو کتابیں ایسی نکلیں کہ جنکے مصنف نئی روشنی کے نئے آلات سے آراستہ وپیراستہ ہو کر میدان میں نکلے ہیں۔ انکے علاوہ باقی جتنے جواب دہندہ ہیں۔ سب کے سب برساتی کیڑونکی طرح تھوڑی دور تک رینگ کر رہ گئے ہیں لیسے لوگونکی کسی تحریر کا نوٹس لینا انکو بیجا وقعت دینا ہے جسکے وہ کسی صورت میں بھی مستحق نہیں ہیں۔ کہیں وہ اس وہم میں نہ پھنس جائیں۔ کہ انکی ردی کتابیں لاجواب ثابت ہوئیں نہیں انکے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جسکی کہ وہ مستحق تھیں۔ اور لیس باقی رہے دو مسلمان! ان دونوں نے کسیقدر عقل وفکر سے کام لینے کی کوشش کی ہے وقت پڑنے پر بعض اسلامی عقائد کو بھی خیرباد کہدیا ہے۔ لغاتوں تفسیروں وغیرہ کو خوب ڈھونڈا جہاں تک ہو سکا

ہی حاشیہ افزائی اور مغالطہ دہی کی کوشش کی ہے۔ ان دونوں صاحبان کا طرز تحریر بھی نسبتاً کم خراب و کم ناشائستہ ہے۔ ان میں سے ایک صاحب تو ابو الوفا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری ہیں۔ انہوں نے رسالہ ترک اسلام پر ترک اسلام لکھا ہے۔ دوسرے صاحب حکیم الامۃ حکیم نور الدین صاحب قادیانی ہیں۔ انکے رسالہ کا نام "نور الدین" ہے پہلے صاحب اہل اسلام کے نامی گرامی مولوی ہیں۔ دوسرے صاحب مرزا غلام احمد صاحب المعروف بہ مسیح موعود یا مہدی موعود یا کرشن گوپال کے طبقہ اول کے شاگرد رشید ہیں۔ مینے پتھاؤ گیہ برتاؤ کو مدنظر رکھکر جوابات دئے ہیں۔ ترک اسلام کی مختصر عبارت پر بعض سادہ لوحوں نے ٹھوکر کھائی۔ اسدفعہ مینے عام فہم پیرایہ میں مضمون کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے غیر متعصب و منصف مزاج و عقلمند انسانوں سے التماس ہے۔ کہ میری کتاب پر رائے زنی کرنے سے پہلے اسکو ایکدفعہ چشم غور سے پڑھ لیں۔ پھر جب مجھے کسی طرف سے برا بھلا سلوک ہوگا۔ اسکو ع:

"ہرچہ از دوست رسد نیکو ست"

سمجھکر لکھہ دیا جاویگا۔ کرو۔ [?]

میں ہوں آپکا بہی خواہ [?]

دھرم پال

यांमेधांदेवगणा: पितरश्चोपासते तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु ॥

اے پرمیشر جس عقل کی استدعا عالم گیانی اور یوگی لوگ کرتے ہیں آج ہم کو بھی اس عقل سے بہرہ ور کیجیے یجر باب

# ساتویں فصل

## اعتراض ۵

## ہوائی بادشاہ

دُنیا میں بہت سے عظیم الشان بادشاہ ہو گذرے ہیں. یونان. روم. فارس. کارتیج. وغیرہ کی تواریخ ان بادشاہوں کے حالات سے پُر ہیں. ہر ایک دوسرے سے زبردست معلوم ہوتا ہے لیکن اس بات کا فیصلہ کرنا کہ آخر ان میں سب سے زیادہ زبردست بادشاہ کون ہُوا ہے. ذرا مُشکل بات ہے. مگر ہماری مشکل حل ہو جاتی ہے. جبکہ ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں. قرآن قطعی فیصلہ دیتا ہے. کہ

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

یہاں سلیمان ابن داؤد سب بادشاہوں سے زبردست ہوگذرا ہے۔ یہاں تک کہ اسکے بعد کوئی بادشاہ روئے زمین پر ایسا زبردست نہیں ہوگا۔ نہ ہی اسکو اتنی وسیع مملکت مل سکے گی۔ جتنی کہ سلیمان کے پاس تھی۔ سلیمان پر الدمیاں کا خاص فضل تھا اور اسی میاں نے اسکو بے انتہا ملک بخشدیا تھا چنانچہ ایک وقت سلیمان نے اپنے الدمیاں سے دعا کی۔ کہ اے الدمیاں:-

وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من
بعدی انک انت الوھاب (پ۲۳ ص)

"تو مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ اس جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ اور تو بڑا عطا کرنیوالا ہے"

اب دیکھنا چاہیے۔ کہ الدمیاں نے اس شاہ بے ہمتا کو کیسی مملکت عطا کی۔؟ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ روئے زمین کی سلطنت تو اسکو ملی نہیں تھی۔ زمین کی سلطنت کے لحاظ سے تو شائد موجودہ بادشاہوں میں سے بہت سے بادشاہ سلیمان سے بڑھ چڑھ کر سلطنت رکھتے ہونگے۔ ہاں الدمیاں نے اسکو کسی اور ہی قسم کی حکومت عطا کی تھی۔ جو کہ اسکے بعد درحقیقت کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ الدمیاں فرماتا ہے کہ:-

فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث
اصاب (پ۲۳ ص)

"ہمنے ہوا کو اسکے مطیع کردیا۔ جو کہ اسکے حکم سے نرم نرم

چلتی تھی۔ جہاں کا کہ وہ ارادہ کرتا تھا۔"

اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ سلیمان کے پاس بیلون تھے۔ نہیں بلکہ ہوا ہی اسکے مطیع تھی۔ اگر وہ چاہتا۔ تو ہوا چلتی۔ اگر نہ چاہتا تو نہ چلتی۔ جب چلتی تھی تو اسکے تمام لشکر کو معہ گھوڑوں۔ ہاتھیوں وغیرہ کے اٹھا کر لیجاتی تھی۔ اس ہوائی بادشاہ کو درکیا ملا تھا۔؟ اللہ میاں کہتا ہے۔ کہ ہمنے سلیمان کے مطیع۔

والشیطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد (سپ۲۳۔ ص)

"شیطانوں کو بھی کر رکھا تھا۔ جو کہ اسکے لئے عمارتیں بنایا کرتے اور سمندر میں غوطہ لگایا کرتے تھے۔ اور شیطان بڑی بڑی زنجیروں میں قید کئے ہوئے ہوتے تھے"

پس یہ ہوائی بادشاہ علاوہ ہوا پر حکومت کرنے کے شیطانوں کا بادشاہ بھی تھا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ گو آجکل بیلون وغیرہ کے ذریعہ ہوا میں اڑنے کی کوشش کیجارہی ہے۔ مگر ہوا پر بہیئت مجموعی کوئی بھی حکمرانی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہوا جب چلتی ہے تو کسی سے پوچھکر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں اگر دنیا کی ہوا کسی ایک شخص کے مطیع ہو جائے تو فرض کرو۔ وہ شخص ایک وقت میں ہوا کا خواستگار نہیں ہے۔ بنابریں وہ تمام ہوا کو بند کر دیتا ہے اس سے دوسرے لوگ دم گھٹ کر مر جائینگے۔ یا ایک وقت میں دوسرے لوگوں کو سخت ہوا کی ضرورت نہیں۔ مگر ہوا کا بادشاہ اپنے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

تخت کو چلانے کے لئے اسے حکم دیتا ہے۔ کہ خوب زور سے چل
تو اس صورت میں دوسرے لوگونکو سخت نقصان پہنچیگا۔ ہاں شیطانونکا
بادشاہ بننا بھی عجیب ہے۔ دنیا میں سلیمان کے علاوہ کوئی دوسرا
بادشاہ شیطانوں کا حاکم نہیں بنا ہے۔ حاکم بننا تو ایک طرف۔ یہ
بھلے مانس کہیں نظر تک بھی تو نہیں آتے۔ مگر سلیمان کے اللہ میاں
نے شیطانوں کو سلیمان کے مطیع کر دیا۔ اور وہ اسلئے سمندر میں
غوطے لگایا کرتے تھے اور مکانات بنایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ
ہم نے ان فضول باتوں پر ترک اسلام میں اعتراض ع ۵ کیا تھا۔

ہمارے اعتراض کے جواب میں

حکیم صاحب فرماتے ہیں "او ظالم ارا مچندر لڑکا
سے ریودھیا کو بیلوں میں آسکیں۔ اور سلیمان کے وقت میں
کوئی بیلون پیش نہ کرے۔ کیا یہ عقل و انصاف ہے۔ ظالم انصاف
بابرکت ہے"

اگر تم قرآن میں سے بیلون کا لفظ نکالدو تو ہم اعتراض
اٹھا لینگے۔ مگر عرب کے جنگلیوں اور جودیا کے کم عقلوں کو بیلون
بنانا کہاں آتا تھا۔ ؟ اللہ میاں کو بھی خبر نہیں ہوگی۔ کہ بیلون کیونکر
بنایا جاتا ہے۔ تم نے ہمارے اشارہ کا اچھا فائدہ اٹھایا بھلا
اگر سلیمان بیلون پر ہی سوار ہوتے تھے۔ تو یہ کونسی بڑی بات
تھی۔ اور کونسی بے نظیر بادشاہت اسکو مل گئی۔ بیلون پر تو لوگ
آجکل بھی سوار ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں سلیمان کا اللہ میاں

سے یہ کہنا۔ کہ تو مجھے ایسی سلطنت عطا کر۔ جو میرے بعد کسی دوسرے کو نہ ملے۔ صریحاً دیوانہ کی بڑ ہوگی۔ کیونکہ بیلون تو اسکے بعد ہزاروں لوگوں کو ملگیا۔ سلیمان کی اس میں کیا خصوصیت رہی۔ پس الدمیاں کی یہی بات ٹھیک ہے۔ کہ اس نے سلیمان کو ہوائی بادشاہ بنایا تھا۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں وہ قرآن میں تو صاف صاف بتایا ہے۔ کہ سلیمان بادی جہازوں کے ذریعہ سفر کیا کرتے تھے۔ اور پھر وہاں تو بحر قلزم۔ بحیرہ روم۔ خلیج فارس تھی۔ یہاں بیلون لنکا۔ اور ایودھیا کے درمیان خشکی ہی خشکی ہے۔ تم کیا عذر تراش سکتے ہو؟"

واہ! وا! اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہاری عقل بڑی موٹی ہے۔ یہانتک کہ اگر ٹکر مارے۔ تو شائد بھینس کو بھی گرا دے! ابھی تو تم سلیمان کو غبارہ پر چڑھا رہے تھے۔ اب بیچارے کو ایسا گرایا کہ خلیج فارس میں پھینک مارا۔ سمندر میں تو وہ جہازوں پر سفر کرتے ہونگے۔ مگر خشکی میں کونسا گھوڑا دوڑایا کرتے تھے۔ قرآن کی آیت میں کہیں نہیں کہ سلیمان بادی جہازوں کے ذریعہ سفر کیا کرتے تھے۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے۔ کہ ہوا ہی اُنکے مطیع تھی جیطرح چاہتے وہ اسکو چلاتے تھے۔ یہ تو تمہاری بڑی بیوقوفی ہے۔ کہ تم بیلون کے لئے خلیج فارس وغیرہ کا عذر تراشتے ہو۔ میاں جب بیلون اڑتا ہی ہوا میں ہے۔ تو اسکو خشکی اور تری کی کیا پرواہ ہے؟ اگر ہم خند

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

جی بذریعہ جہاز آئے ہوتے۔ تو وہ خلیج بنگالہ کے راستے اور دریا گنگا میں سے ہو کر اپنے جہاز کو اجودھیا تک لاسکتے تھے۔ مگر وہ تو آگے ہی بیلون میں تھے۔ پھر انکو کسی خلیج کھاڑی کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اگر سلیمان جہازوں کے ذریعہ سفر کیا کرتا تھا۔ تو اس میں کونسی خوبی تھی۔ کہ جسپر اللہ میاں پکارا اٹھا۔ کہ ہم نے اسکو یہ دیا۔ وہ دیا۔ کیا جہازوں کے ذریعہ سفر کرنا کوئی ایسی بات ہے۔ جو کہ سلیمان کے بعد کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئی ہو؟ ہم مانتے ہیں کہ فی زمانہ لاکھوں جہاز سمندر میں سفر کرتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے سلیمان کا یہ کہنا۔ کہ اے اللہ تو مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی دوسرے کو نہ ملے۔ بالکل مجنونانہ خیال سمجھا جاوے گا۔ اللہ میاں نے اسکو سلطنت دی۔ مگر اس سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر سلطنت آجکل لوگوں کو مل رہی ہے۔ سلیمان کی اس میں کیا خوبی آگے جو تم نے بیہودہ فقرات لکھے ہیں۔ وہ نظر انداز کئے جاتے ہیں۔

**مولویصاحب فرماتے ہیں** "لالہ صاحب حکم کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ہم لوگ جو نماز روزہ پڑھتے ہیں۔ اور آریہ نیوگ وغیرہ کرتے ہیں یہ سب گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کرتے ہیں"

مولویصاحب یہ تو بتاؤ۔ کہ روزہ کیسے پڑھا کرتے ہو۔ نماز تو مسلمانوں کو پڑھتے دیکھا جاتا ہے۔ مگر روزہ پڑھنا شاید آپکے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

ہی حصہ میں آیا ہے۔ حضرت نماز پڑھو۔ اور روزہ رکھو! نہ یہ کہ نماز اور روزہ دونوں کو پڑھ لو! خیر! یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ آپ یہ سب کارروائی گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کرتے ہیں۔ اچھا صاحب۔ جب گورنمنٹ انگریزی نہیں تھی۔ تب کس کے حکم سے کرتے تھے۔ ؟ حضرت محمد صاحب کے زمانہ میں بھی شاید گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ اگر کوئی اور لوگ تھے۔ تو وہ تو انکو نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔ اور خوب دق کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انکو شہر بدر بھی کر دیا تھا۔ چاہئے تھا۔ کہ وہ نماز روزہ وغیرہ چھوڑ دیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ کیوں ؟ اسلئے کہ وہ بزعم خود اپنے اللہ میاں کا حکم پورا کر رہے تھے۔ نہ کہ گورنمنٹ کا۔

**مولویصاحب فرماتے ہیں** "ہوا بھی چونکہ خدا کی مخلوق سے ایک مخلوق ہے۔ جو اسکے حکم کے تابع ہے پس وہ بطریق معجزہ یا بطریق استعمال حضرت سلیمان کے حکم سے حسب ضرورت جاری ہوتی ہو۔ تو کیا محال ہے؟" عقل بڑی یا بھینس" اپنی عقل یا بھینس کا فیصلہ آپ خود کریں۔ اگر ہوا بطور معجزہ سلیمان کا حکم مانتی تھی۔ تو بتاؤ اسکے حکم کو سنتی کیسے تھی یا سلیمانی حکم اس تک کیونکر پہنچایا جاتا تھا۔ کیونکہ جو چیز کسی کے مطلق اختیار میں ہو۔ جس پر حسب دلخواہ کوئی حکومت کر سکتا ہو۔ اس چیز کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے مالک کی مرضی کے بغیر حرکت

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

نہ کرے۔ مالک کی مرضی کیسے معلوم ہو؟ یا تو کوئی تحریری حکم اسکے
پاس پہنچے۔ یا زبانی حکم اسکو سنایا جاوے۔ یا اشارہ کرکے سمجھایا
جاوے۔ یا وہ چیز اپنے مالک کے دل کا حال جاننے والی ہو
کہ جب مالک نے دل میں خیال کیا اُسنے فوراً تعمیل کی۔ بتاؤ! ہوا
کو سلیمان کا حکم کیونکر پہنچتا تھا۔؟ اگر کہو کہ تحریری جاتا تھا۔ تو ضرور ہی
کہ ہوا کو لکھنا پڑھنا بھی آتا ہوگا۔ اسکی آنکھیں بھی ہونگی۔ جن سے
تحریر کو پڑھتی ہوگی۔ اگر کہو کہ زبانی۔ تو ہوا کے کان بھی ہونگے۔
وہ آواز کو سمجھتی بھی ہوگی۔ اگر کہو دل کی بات جان لیتی تھی۔ تو ہوا
انتریامی ہوئی۔ یوں کہو عالم الغیب ہوگئی۔ مگر ایسا کہنا بقول قرآن
کفر ہے۔ کیونکہ عالم الغیب سوائے اللہ میاں کے اور کوئی
نہیں ہے۔ اگر کہو کہ بطریق استعمال جاری ہوتی تھی۔ تو اس کی
تشریح کرو۔ اسلیمان کے ہوائی جہاز تھے۔ یا ہوائی چکیاں تھیں
یا بیلون تھے۔؟ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسمیں سے کسی چیز کا ذکر قرآن
آیت میں نہیں ہے۔ فرض کرو کہ اُن کے پاس کوئی جہاز یا بیلون
تھے۔ بتاؤ! بیلون یا جہاز ہوا کے ذریعہ چلا کرتے ہیں؟ یا ہوا ان
کے ذریعہ؟ اگر ہوا کے ذریعہ چلا کرتے ہیں۔ تو ہوا کو چلانیوالا بقول
قرآن سلیمان ٹھیرا۔ پھر بھی یہ معجزہ ہی رہا۔ کیونکہ اگر اُن کے حکم
سے نہ چلتی تو ممکن تھا۔ کہ جو وقت وہ شمال کو سفر کرنا چاہتے اس
وقت شمالی ہوا ہوتی۔ جنوب کی طرف جانا چاہتے۔ تو باد مخالف چل
پڑتی۔ اس سے قرآنی آیت غلط ٹھیرتی ہے۔ کہ ہوا نرم نرم اُنکے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

حکم سے چلا کرتی تھی۔ اور جہاں وہ جانا چاہتے تھے لے جاتی تھی۔ بہر کیف بقول قرآن ماننا پڑیگا۔ کہ ہوا سلیمان کے حکم کے تابع تھی عقل اور بھینس میں فرق بتانے والے مولوی لوگو! قرآن کیا کہتا ہے۔ اور تمہاری عقل تمکو کدھر لیجا رہی ہے؟ ہمیں سمجھاؤ۔ کہ ہوا کیونکر سلیمان کے حکم کو سنتی تھی۔ اور کیونکر اُسکے حکم کے مطابق جہاں وہ جانا چاہتا تھا لیجاتی تھی۔ اگر تم بادبانی جہازوں کو بھی مان لو۔ جنکا کہ مذکورہ بالا آیت میں ہرگز کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ تو بھی بتاؤ۔ کہ کیا ہوا۔ ان جہازوں کو حسب خواہش سلیمان خشکی پر بھی لیجایا کرتی تھی۔ اگر تم کہو کہ خشکی پر اُڑنے کے لئے بیلون تھے۔ تو آیت مذکورہ بالا میں سے بیلون نکالکر دکھاؤ۔ اور پھر بتاؤ۔ کہ وہ بیلون بذریعہ ہائڈروجن گیس زبردستی ہوا کے اندر سے لیجائے جاتے تھے۔ یا ہوا بطور خادم حضرت سلیمان کے آگے آکر کھڑی ہو جاتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ جہاں پناہ! میں راستہ چھوڑ دیتی ہوں۔ آپ بیلون اُڑا لیجائیں۔ اگر بیلون بھی نہیں تھے۔ تو کیا حضرت سلیمان کنکوا اُڑایا کرتے تھے۔ اور اُسپر بیٹھ کر اُڑا کرتے تھے اگر ہاں تو وہ کنکوا کتنے بڑے ہوتے تھے۔ کہ خیبر ہزاروں لاکھوں من بوجھ اوٹھایا جاسکتا تھا؟ اور پھر کنکوا تو بذریعہ دوڑ ہر ایک طرف نہیں جاسکتا۔ سلیمان اسپر کیسے ادھر اُدھر جاتے ہونگے۔؟ کنکوا ہوا کی مخالف سمت میں نہیں اُڑ سکتا۔ سلیمان کا دل اگر دوسری طرف اُڑنے کو کرتا ہوگا۔ تو کیا کرتے ہونگے؟ ہمیں سمجھاؤ۔ کہ یہہ کیا فسانہ ہے۔ ورنہ کہنا پڑے گا۔ کہ جو لوگ ایسی فضول باتوں کو مانتے ہوں۔ انکی عقل بھینس

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

سے بھی موٹی مگر نکمی ہوگی۔ ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے :-

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासत
या मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कु
रु ॥ यजु० अ० ३१ । मं० १४ ॥

ओं यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु ॥

اے جوتی سروپ پرمیشور جس عقل کی اُپاسنا عالم گیانی اور یوگی لوگ کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے مجھ کو بھی اس عقل سے بہرہ ور کیجیے ॥

# فصل ششم

## اعتراض ۵۵

## طوفان بدتمیزی

ہم پیچھے دکھا چکے ہیں۔ کہ اللہ میاں کیسا بدتمیز۔ مکّار۔ فریبی۔ گمراہ کنندہ اور جھوٹھا ہے۔ یہاں ہم اس طوفان بدتمیزی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جسکی اوٹ میں آئے دن اکّا دکّا مسلمان لوگوں کو بہکاتے رہتے ہیں۔ یہ ہتھیار الہام یا وحی کا ہتھیار ہے۔ مسلمان ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ محمد کے بعد الہام کا دروازہ بند ہوگیا۔ دوسری طرف اُنکے ہی بھائی ملہم بن رہے ہیں۔ اور اللہ میاں سے براہ راست خط وکتابت کر رہے ہیں۔ اس میاں کا یہ طوفان بدتمیزی اتنا پھیل رہا ہے کہ گدھے۔ سوئر۔ بندر۔ چیل۔ کوّے۔ چیونٹی۔ مکھی وغیرہ بھی ملہم بن

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

بیٹھے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ایک جگہ اللہ میاں نے شہد کی مکھی کو
اپنے الہام سے سرفراز کرکے فرمایا ہے۔ کہ:۔

اوحی ربک الی النحل۔ ان اتخذی من الجبال
بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون۔ ثم کلی من
کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا۔

(پ نمل)

"تیرے اللہ میاں نے مکھی کو الہام کیا۔ کہ اے بی۔ تو پہاڑوں
درختوں۔ اور چھتری دار درختوں میں اپنا گھر بنایا کر۔ پھر ہر ایک قسم
کے پھل کھایا کر اور اللہ میاں کے راستوں میں بے دھڑک پھرا کر"۔

دیکھو جس صورت میں کہ ایک مکھی تک کو الہام ہوتا ہے۔ تو
کتوں۔ گدھوں۔ چوروں۔ بدمعاشوں۔ لچّوں۔ گنڈوں کو بھی ضرور
ہوتا رہتا ہوگا۔ پس اس سے بڑھکر طوفان بدتمیزی اور کیا ہو سکتا ہے
اس بات پر ہم نے ترک اسلام میں اعتراض نمبر ۵۵ کیا تھا۔ ہمارے
اعتراض کی تائید کرتے ہوئے

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "بےشک جو کام دنیا میں ہو رہا
ہے۔ خدا کی وحی ہی سے ہو رہا ہے۔"

ہاں! چور چوری کرتا ہے۔ تو وہ بھی تمہارے اللہ میاں کی وحی
سے۔ کتا دوسرے کو کاٹتا ہے۔ تو ضرور اس کے کان میں تمہارا اللہ میاں
ہی پھونک مارتا ہوگا۔ گدھے کے کان میں بھی اسنے پھونک مار رکھی ہوگی
شیطان پر بھی اس کا پروانہ نازل ہوتا ہوگا۔ پس تمہارے کہنے کے مطابق

دُنیا میں جتنی بدمعاشی اور پاپ ہو رہا ہے۔ وہ ضرور اللہ میاں کی وحی سے ہی ہو رہا ہے۔ لاحول ولا اللہ میاں نہ ہوا۔ چانڈوخانہ کا داروغہ ہوا۔ کہ ہر ایک بدمعاشی وعیاشی کے لئے بھی وحی نازل کرتا رہتا ہے۔ میاں تم ایسے لال بجھکڑ کو چھوڑ دو۔

**مولوی صاحب فرماتے ہیں** "یہ آپکی کیسی معمولی بے سمجھی یا دیانندیوں کی صحبت کا اثر کہ آپ انبیاء کی وحی اور دیگر حیوانات کی وحی میں فرق نہ کریں۔ تو بلا سے نہ کریں۔"

میاں بے سمجھی۔ تو اس آسمانی نواب خاں کی ہے۔ جو سب کے کانوں میں شیطان کی طرح پھونک مارتا پھرتا ہو۔ اور دُنیا کے تمام کام اپنی وحی کے مطابق کراتا ہو۔ ہماری بے سمجھی کا ہے کی۔ ہم نے تو اس بھلے مانس سے پوچھا تھا۔ کہ جب تو مکھیوں کو الہام دے سکتا ہے۔ تو گدھوں کو بھی ضرور دیتا ہوگا۔ تیرا الہام اتنا سستا ہے۔ کہ کوڑیوں کے مول جا رہا ہے۔ یہ بڑی بیوقوفی اور جہالت ہے۔ کہ ہر ایک نیک و بد کام اُسکے الہام سے ہوتا ہو۔ اس سے بڑھکر گدڑ پاپن اور کیا ہو سکتا ہے؟۔

**مولوی صاحب فرماتے ہیں** "سُنئے۔ وحی دو قسم پر ہے۔ خاص اور عام۔ پھر خاص سے ایک قسم اور اخص ہے۔"

واہ! وا! اللہ میاں بھی اچھا دو کا نذا ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک چیز کے دو بھاؤ۔ بلکہ تین۔ کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ کسی قرآنی آیت میں وحی کی تین قسموں کا بیان کہاں لکھا ہے؟ ہرگز نہیں۔

**مولوی صاحب فرماتے ہیں** "عام وحی تو وہ ہے جو ہر ایک

انسان بلکہ ہر ایک جاندار کو بھی ہوتی ہے۔ خاص وحی وہ ہے جو نیک
بندوں کو نیک خیالات بذریعہ کشف یا خواب و رؤیا سمجھائے جاتے ہیں۔
اخص وحی نبیوں سے مخصوص ہے۔"

مگر یہ تمام بہی کھاتہ اللہ میاں کے دماغ کو چھوڑ کر نکلتا ہوگا۔
اب کیا تھا۔ دُنیا کے تمام بندر۔ سوئیر۔ گدھے۔ مرد۔ عورت۔ ملہم پہنچائینگے
تو وہ عام ملہم ہوں۔ اور خاص نہ ہوں۔ مگر ملہم ضرور ہونگے۔ پس بتاؤ
تمہارا اللہ میاں کس کس کتے اور سوئیر کے کان میں پھونک مارتا پھرتا ہوگا
اور جبرئیل یہ عام وحی لے کر کس کس گدھے کے پاس دوڑتا پھرتا ہوگا
بیچارے کی جان عذاب میں آرہی ہوگی۔ اگر کسی گدھے کے کان میں الہی
پھونک مارتا ہوگا۔ تو وہ گاہے ماہے اُس کے منہ پر دولتی بھی جڑ دیتا ہوگا
اور کہہ دیتا ہوگا۔ چل چل مجھے تیری وحی منظور نہیں ہے۔ جبرئیل مُنہ ملتا بھاگ
جاتا ہوگا۔ میاں جب تمہارے اللہ میاں کی وحی تمام جانداروں کو ملتی ہے،
تو تم میرزا کے برخلاف کیوں کائیں کائیں کیا کرتے ہو۔ کیا وہ کتوں اور
بندروں سے بھی کم ہے؟ دیکھو وحی کے معنے تمہاری لغاتوں میں کیا لکھتے
ہیں۔

وحی۔ نامہ۔ اشارت۔ پیغام۔ در دل افگندن سخن پوشیدہ
وچیزے بہ کسے فرستے (صراح)

الوحی۔ الاشارت۔ الکتابۃ۔ المکتوب۔ الالہام۔ الکلام
الخفی۔ والصوت (قاموس)

جو مذکورہ بالا معنوں میں سے تم کتوں۔ گدھوں کی وحی کے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

کے لئے کونسا لفظ استعمال کروگے۔ اور اپنے رسولوں کے لئے کونسا؟ کیا تمہارا اللہ میاں خط ارسال کیا کرتا ہے۔ یا انگلیوں سے اشارہ کرکے بتایا کرتا ہے۔ یا جبرئیل کے ذریعہ پیغام بھیجا کرتا ہے۔ یا یوں بلا واسطہ غیرے کہو۔ تو تمہارا قرآن جھوٹھا ہوا۔ کیونکہ قرآن میں وحی کا لانے والا جبرائیل ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

من کان عدوا لجبرئیل فانہ نزلہ علی قلبک

جوکوئی جبرئیل سے دشمنی کرے گا۔ وہ خوار ہوگا۔ کیونکہ جبرئیل نے تو تیرے دل پر قرآن نازل کیا ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی میاں سوروں۔ بندروں۔ آدمیوں۔ کتوں کے دلوں میں گھس کر وحی پہونچاتے ہونگے۔ کیونکہ جانور بھی بعض اُمیوں اور ان پڑھوں کی طرح کالا اکھشر بھینس برابر ہوتے ہیں۔ وہ خط وکتابت نہیں کرسکتے۔ اس لئے ضرور جبرئیل ہی ان کے اندر گھستا ہوگا۔ مگر نبیوں کے دلوں میں بھی یہی گھستا ہے پس نبیوں اور رسولوں کو پیغام دینے والا ایک ہی ایلچی ہوگا۔ شائد وحی بھی ایک ہی ہو۔

نورالدین نے چونکہ ثناءاللہ کے قدم پر قدم مارا ہے۔ اس لئے اس کے جواب پر ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کاش ان لوگوں کو عقل آئے۔

यांमेधां देवगणाः पितरश्चोपासते ।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं
कुरु ॥

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते तया मामद्य मेधयाग्ने मेधाविनं कुरु

اے ایشور! جس عقل کی اُپاسنا عالم گیانی اور یوگی لوگ کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ہم کو بھی اس عقل سے بہرہ ور کیجئے ؟

# فصل نہم

## اعتراض ۵۶

## لال بجھکڑ

کہتے ہیں۔ کہ ایک دن لال بجھکڑ اپنے شاگروں کے ساتھ باہر سیر کرنے کے لئے گیا۔ چلتے چلتے وہ ایک تالاب پر پہونچے۔ لال بجھکڑ اُسکے اردگرد ٹہلنے لگا۔ اور وہ سوچتا تھا۔ کہ آج اپنے شاگردوں کی عقل آزمائی کے لئے کیا مُعما پیش کرنا چاہئے۔ سوچ سوچکر وہ بولا۔ کہ لو بھی! ایک سوال کا جواب دو۔ بھلا بتاؤ تو اگر اس تالاب کے پانی میں آگ لگجائے تو اسکی مچھلیاں کہاں جائیں؟ وہ بیُرم کے اُلو یک زبان ہو کر بول اُٹھے کہ واہ پیر جی! یہ کونسا بڑا سوال ہے۔ جو آپنے ہم سے پوچھا ہے! بھلا یہ

بھی کوئی بڑی مُشکل بات ہے۔ اگر پانی میں آگ لگجائے تو مچھلیاں فوراً بھاگ کر ارد گرد کے درختوں پر چڑھجائیں!! لال بجھکڑ یہ جواب سُنکر آگ بگولا ہوگیا۔ اور لگا گالیاں دینے!! نامعقول۔ بیوقوف۔ پاجی۔ شیطان!! کہتے ہیں کہ مچھلیاں درختوں پر چڑھ جائیں!! ارے مردود! وہ کیا گائے بھینس ہیں۔ جو درختوں پر چڑھ جائینگی۔!! لال بجھکڑ کے شاگرد اپنے پیرو مرشد کی زبان مبارک سے یہ معرفت کا کلمہ سُنکر سبحان اللہ بول اُٹھے۔ کہ واہ! وا! کیا ہی عارفانہ کلام ہے۔ لیکن اگر یہی شاگرد رشید کہیں اسوقت موجود ہوتے۔ جبکہ اللہ میاں لوگوں کو ہاتھیوں کی کہانی سُنا رہا تھا۔ تو شاید وجد میں آکر گیند کی طرح لڑھکنیاں کھاتے پھرتے۔ اس میاں کے دماغ میں جو ایک دن سلسلاہٹ پیدا ہوئی۔ تو اپنے شاگرد سے پوچھنے لگا۔ کہ اے میاں!!

## الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل (پ ۳۰ فیل)

"کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ تیرے اللہ میاں نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟"

نہ لالہ ہم تو نہیں جانتے۔ کہ تو نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا "لُک مچائی" کھیلی تھی! ہم کو تو یہ بھی پتہ نہیں کہ ہاتھی والے کون تھے؟ آیا ہندوستان کے راجہ گج پتی تھے۔ یا برھما کے راجہ تھیبا کے دادا تھے۔؟ اچھا سنو! ہم تم کو ساری کہانی سُنا دیتے ہیں۔ ایک دفعہ حبش کے راجہ نجاشی نے مُلک یمن پر حملہ کیا۔ اُسکو فتح کرکے ایک شخص ابرہہ نامی کو وہاں کا صوبیدار بنا کر واپس چلاگیا یمن کے لوگوں

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

ہیں یہ دستور تھا۔ کہ وہ ایک خاص موسم میں مکہ جایا کرتے تھے
اور وہاں اللہ میاں کے گھر یا بیت اللہ کے اردگرد چکّر لگاتے اور
پتھروں کے آگے متھا ٹیکتے تھے۔ چونکہ اُنکے ایسا کرنے سے یمن
کے ملک میں کچھ دیر کے لئے بے رونقی ہو جاتی تھی۔ اور ساتھ ہی یمن
کا نیا صوبیدار اس بات سے خفا ہوتا تھا۔ کہ اسکی رعایا دوسری جگہ
جا کر سر گھسائی کرتی ہے۔ اس لئے اُسنے اُن لوگوں سے کہا۔ کہ دیکھو
بھلے مانسو! میں تمہارے اللہ میاں کے لئے یہاں پر ہی ایک گھر بنا
دیتا ہوں۔ تم نے اس کے درشن کر لیا کرنا۔ اور خواہ مخواہ عرب کی ریت
میں جلنے کے لئے مت بھاگنا۔ خیر اُسنے وہاں پر اللہ میاں کا گھر بنا دیا
لیکن عرب کے گنواروں کو یہ بات بُری لگی۔ کہ دیکھو اللہ میاں کے
لئے وہانپر اسنے گھر بنا دیا ہے۔ ہم تو اسکو کبھی بھی بیت اللہ نہیں
سمجھیں گے۔ ان جنگلیوں میں سے ایک نے موقعہ پا کر یہ نامعقول
حرکت کی۔ کہ وہ چپکے سے اس یمنی خانہ خدا میں جا گھسا۔ اور اس
میں بول و براز کرکے بھاگ گیا۔ صوبیدار کو کسی نے خبر کر دی۔ کہ
تیرے اللہ میاں کے گھر میں ایک جنگلی عرب پاخانہ کر کے بھاگ گیا
ہے۔ اُسنے اس مجرم کا پتہ لگایا۔ لیکن کچھ سُراغ نہ ملا۔ صوبیدار
ابرہ کو گنوار عربی کی اس شیطانی حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اُس نے
قسم کھائی۔ کہ جسطرح اس گنوار نے میرے گرجا کو پلید کیا ہے۔ اسی
طرح میں مکہ پر فوجکشی کرکے اللہ میاں کے گھر کو جڑ سے اُکھاڑ دونگا
چنانچہ وہ بہت سی فوج اور ہاتھی لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور

اس کے قریب پہونچکر خیمہ ڈیرے ڈالدئیے۔ مکہ کے جمعدار نے جب سُنا کہ صوبیدار یمین اسپر حملہ کرنیکے لئے آیا ہے۔ تو وہ اس سے ملنے گیا۔ ابرہہ نے اسکو ساری حقیقت سُنا کر کہا۔ کہ تو مانگ کیا مانگتا ہے۔ جمعدار نے کہا کہ تیرے لشکر نے میری سو اونٹنیاں لوٹ لی ہیں۔ میری اونٹنیاں مجھکو واپس دیدے۔ صوبیدار اس عربی کی درخواست سُنکر حیران ہوا اور کہنے لگا۔ کہ میاں تجھے اونٹنیونکی فکر پڑی لیکن اپنے شہر کے لئے امان کیوں نہ مانگی۔ عربی بولا۔ کہ اونٹنیاں تو میرا مال ہے۔ مجھے اپنے مال کی حفاظت کرنا چاہئے۔ اور بیت اللہ اللہ میاں کا گھر ہے۔ وہ اپنے گھر کی حفاظت آپ کرے گا۔ ہم اسکے گھر کی کیا حفاظت کر سکتے ہیں۔ خیر وہ اپنی اونٹنیاں لے کر واپس چلا آیا۔ اور اہل شہر کو کہہ دیا کہ شہر چھوڑ کر پہاڑ پر بھاگ جاؤ۔ صوبیدار یمین اسکو لوٹنے آیا ہے۔ وہ سب بوریا بندھنا باندھ کر پہاڑ پر جا بیٹھے۔ اب صوبیدار نے مکہ پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ ہاتھیوں کو آراستہ پیراستہ کر کے آگے بڑھایا۔ ان میں ایک ہاتھی محمود نامی بڑا زبردست تھا۔ سب سے پہلے اسکو ریلا۔ مگر اسنے مکہ پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور پیچھے بھاگ گیا۔ اسکو دیکھکر دوسرے ہاتھی بھی پیچھے بھاگ گئے۔ مکہ والے پہاڑ پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے کہ دیکھیں آج اللہ میاں اپنے گھر کی کیونکر حفاظت کرتا ہے۔ اللہ میاں نے اپنے جھونپڑے کو بچانے کے لئے

ارسل علیہم طیرًا ابابیل (پ ۳۰ - فیل)

"وہ ان ہاتھیوں پہ ابابیل جانور روانہ کئے،، ان جانوروں کے پنجے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

کتوں کے پنجوں جیسے تھے۔ اور اُن کا رنگ سیاہ تھا۔ ہر ایک جانور کے پاس تین تین کنکر تھے۔ دو تو دونوں پنجوں میں اور ایک مُنہ میں۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ کنکر بڑے بڑے مٹکوں کے برابر تھے۔ یہ جانور ان ہاتھیوں کو

ترمیھم بحجارۃٍ من سجیّل (پ ۳۰ - فیل)

"پتھروں سے مارنے لگے" پتھر ایسے سخت تھے کہ جس کے سر پہ لگتا کھوپری کو توڑ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل جاتا۔ اگر چھاتی پر لگتا۔ تو پیٹھ کے پیچھے سے نکل جاتا۔ ہاتھی کو معہ سوار کے چیرتا ہوا زمین میں دھس جاتا۔ غرضیکہ ان جانوروں نے ہاتھی والوں پر اتنا پتھروں کا مینہ برسایا۔ کہ :-

فجعلھم کعصف ماکول (پ ۳۰ فیل)

"مار مار کر کھایاں کر دیا" صوبیدار مین میدان جنگ سے نوک دم بھاگا۔ اور حبش میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ حبش کے بادشاہ نے پوچھا۔ کہ یہ جانور کیسے تھے۔ اور انہوں نے تیری فوج کو کیونکر ہلاک کر دیا۔ ؟ صوبیدار نے سارا قصہ کہ سُنایا۔ وہ ابھی بات ختم کر کے ہی چکا تھا۔ کہ اتنے میں اس کے نام کا پتھر ایک چڑیا اپنے مُنہ میں دبا کر وہاں جا نکلی۔ صوبیدار نے بادشاہ سے کہا۔ کہ دیکھئے حضور! اُن چڑیوں میں سے ایک چڑیا وہ اُڑ رہی ہے۔ اور اس کے مُنہ میں پتھر ہے اسکا بولنا تھا۔ کہ چڑیا نے تاک کر پتھر صوبیدار کے سر پر دھڑم مارا۔ بیچارے کا مغز چکی ہو گیا۔ مگر اللہ میاں کے شاگرد مارے خوشی کے اللہ اکبر

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

کے نعرے بلند کرتے عرب چھوڑ ہندوستان میں بھی آ گھسے - اور
ہمارے سامنے یہ بھان متی کا سا تھیلا کھول کر سر ہو گئے - کہ دیکھو
ہمارے میاں کی کرامات !! بھلا ہم نے بھنگ کا پیالہ تھوڑا ہی پی رکھا
ہے - کہ اِن شعبدوں کی لپیٹ میں آکر عقل کو جنگلیوں کے ہاتھ نیلام
کردیں - اسی بکھیڑ پن پر تو ہم نے ترک اسلام میں اعتراض نمبر ۶۵
کا پتھر ارا تھا - اب ذرا مسلمانوں کی بدحواسی کو دیکھئے - اسی اعتراض
کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے :-

**مولوی صاحب فرماتے ہیں** " قربان ایسی سمجھ پر - بابو صاحب
کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے - کہ آپ ابابیل سے مراد وہ جانور لیتے ہیں
جنکو ہندوستان میں ابابیل کہتے ہیں - کیوں نہ ہو - آخر پنجابی اور پنجابیوں
کی نسل سے ہیں - اپنی مادری زبان کیونکر کھولیں - "

میاں ! تم اصلی بات کو تو چھوڑ گئے - اور نسل پر اُتر آئے
تم کونسا عربی بدوؤں کی نسل سے ہو - تم بھی تو پنجابی ہی ہو - ہاں مادری
زبان تو اللہ میاں کے حلق میں بھی وقتاً فوقتاً چبھتی رہتی ہے - اسی
ہاتھیوں کی کہانی میں ہی دیکھ لو - کہ اُسنے سجّیل - کا فارسی لفظ بولا
ہے - جو کہ سنگ گِل کا معرب ہے - معلوم ہوتا ہے - یا تو اللہ میاں کبھی فارسی
کی بولی بولتا ہوگا - یا میاں سلمان فارسی نے اس آسمانی زبان دان کو
سجیل اور فیل معرب بنا کر سکھائے ہونگے - ہمارے نزدیک ابابیل ہی جانور
ہے جسکو تم بھی ابابیل ہی کہتے ہو - ہم جانتے ہیں - کہ ابابیل کے معنے گروہ
در گروہ کے بھی ہیں - لیکن چونکہ ابابیل جانور کبھی بھی اکیلا اُڑتا ہوا نہیں

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

دیکھوگے۔ بلکہ یہ گروہ در گروہ اُڑا کرتے ہیں۔ اِسی لیئے اسکا نام ابابیل ہے۔ پنجابی میں تو اسکو جہاں تک معلوم ہے" بالکٹارہ " کہتے ہیں۔ ابابیل کا لفظ عرب کے بدوؤں کے ذریعہ ہندوستان میں آیا ہے۔ اور عربوں نے معلوم نہیں کہاں سے اُڑایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے عربوں کو چوری کی عادت بھی ہے۔ تبھی تو اُنہوں نے فارس والوں کے الفاظ چرائے ہوئے ہیں۔ کہیں لگام سے لجام بنالیا۔ کہیں گاؤ میش سے جاموش گھڑلیا۔ کہیں پیل سے فیل بناڈالا کہیں سنگِ گِل کا سجیل تراش لیا۔ اللہ میاں کے ہاتھ یہ مال مسروقہ لگ گیا۔ تو اُسنے قرآن میں دھر گھسیٹا۔ سچ ہے۔ صحبت کا اثر بُرا ہوتا ہے۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "ہمارا حق نہ تھا۔ کہ آپکو عربی الفاظ کے معنی بھی بتادیں۔ ابابیل کے معنی گروہ کثیر کے ہیں۔ پس آیت کے معنے یہ ہیں کہ خدا نے بہت سے جانور بھیجے جو اپنی چونچوں میں خدا کے حکم سے فوج پر کنکریاں مارتے تھے۔ وہ کنکریاں اُنکو ایسی لگتی تھیں جیسے بندوق کی گولی۔ خدا کی قدرت اور اصول موضوعہ نمبر ۲ کو ملحوظ رکھ کر اسپر کوئی سوال نہیں۔"

ابابیل کے لفظ پر تو تم جل بل گئے۔ آخر کہا تو یہ کہا۔ کہ اللہ میاں نے بہت سے جانور بھیجے۔ جو فوج پر کنکریاں مارتے تھے۔ ذرا بتا تو دیا ہوتا وہ جانور کس قسم کے تھے؟ آیا تمہارے بزرگوں کے کہنے کے مطابق سیاہ رنگ کی چڑیا تھیں۔ یا عقاب؟ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ کہ یہ جانور ابابیل ہی تھے۔ کیونکہ ابابیل ہمیشہ گروہ کثیر میں اُڑا کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کا یہ

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

نام مشہور ہوگیا ہے۔ لیکن اگر ابابیل سے مراد یہاں پر جانور معروف سے نہیں ہیں۔ تب مولویوں کے گلے میں ایک دوسری رسی پڑ جائیگی اور ان کو اللہ میاں سے پوچھنا پڑے گا۔ کہ یہ جانور کیسے تھے۔ اور ان کا نام کیا تھا؟ کیونکہ اللہ میاں نے جب فرعونیوں پر عذاب نازل کیا تھا۔ تو اُسکے عذاب دینے والے جانوروں کا نام بھی بتا دیا تھا مثلاً ٹڈی کے لئے الجراد کہہ دیا۔ چیچڑی کا عذاب بھیجا۔ تو قمل بتا دیا مینڈکوں کا عذاب نازل کیا۔ تو ضفادع بتا دیا۔ حیف ہے مولویوں کی عقل پر۔ کہ ان کا اللہ میاں اپنے گھر کی تباہی کا حال سُنکر اپنے دُشمنوں پر ابابیلوں کی جرار فوج روانہ کرے۔ اور مولویوں کو اس فوج کے جانوروں کے نام تک کا بھی پتہ نہ ہو؟ پھر کہتے ہیں۔ کہ وہ کنکری یوں لگتی تھی۔ جیسے بندوق کی گولی؟ میاں تم کو بندوق کی گولی کا تجربہ نہیں ہے۔ بندوق کی گولی سے ہاتھی پسپا نہیں جایا کرتا۔ بلکہ ایک دو گولیوں کو تو وہ خاطر میں بھی نہیں لاتا۔ مگر تمہارا اللہ میاں اور تمہارے اللہ میاں کے چولہ بردار کہتے ہیں۔ کہ ہاتھی کرم خوردہ بھوسے کی مانند ہو گئے۔ گویا پارہ پارہ ہو گئے۔ اور جسکے لگی وہ راہی مُلک عدم ہوا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے آدمی اور جانور ایسے ہیں۔ کہ جنکے اگر ہاتھ۔ ٹانگ۔ وغیرہ میں گولی لگجاوے۔ تو وہ بچ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ میاں کے بندوقچی عجب بلا کے سپاہی تھے۔ کہ گولیوں سے سبکو ہلاک کر دیا۔ میاں گولی نہیں ہوگی۔ توپ کا گولہ ہوگا۔ اجی مشین گن ہوگی۔ نہیں صاحب بمب شل تھا۔ جسپر ہر ایک مرنے والے کا

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA

نام لکھا ہوا ہوتا تھا۔ اور وہ مولویوں کی عقل کی طرح اندھا دھند
ان کے پیچھے پڑتا۔ مار کر ہی چھوڑتا۔ کیا بچوں کی سی باتیں بناتے
ہیں۔ گھر سے ترک اسلام کا جواب دینے نکلے ہیں۔ لیکن عقل کو پہلے
ہی نیلام کر آئے۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "طیر کا اطلاق تیز اور پھرتیلی
فوج پر بھی آتا ہے۔ جیسے ایک شاعر کا قول ہے۔

این المضر لمن عاداہ من ید ؎

والوحش والطیر اتباع لسا تیرہ ؎

یعنی میرے ممدوح سے دشمن کو کہاں پناہ مل سکتی ہے۔ حالانکہ
وحشی اور طیر یعنی پھرتیلی فوج اسکے ساتھ چلتی ہے۔"

میاں تمنے وہی کی۔ جو کرنی چاہئے تھی۔ آپکی کونسی لغات
تنائی میں لکھا ہے۔ کہ طیر کے معنے تیز اور پھرتیلی فوج کے ہیں۔ ذرا
حوالہ تو دیدیا ہوتا۔ اب ذرا اپنی دستار فضیلت کو سمبھالئے۔ اور بتلائے
کہ آپکے ممدوح کی فوج کے ساتھ صرف طیر ہی جاتے ہیں یا وحشی بھی؟
اگر کہو کہ صرف طیر ہی جاتے ہیں۔ تو بتاؤ وحش کا لفظ کیوں لایا
گیا؟ اور وحش اور طیر دونوں کا لسا تیر کے ساتھ نکاح کیوں
پڑھا گیا؟ اسپر اگر آگا پیچھا جھانکو۔ تو یاد رکھو کہ بموجب شعر مذکورہ
بالا آپکے ممدوح کی فوج کے ساتھ جانیوالے وحوش و طیور دونوں
ہی ہیں۔ بتاؤ پھرتیلی فوج دونوں کا ترجمہ ہے۔ یا محض طیر کا۔ اگر
آپ دونوں کا ترجمہ پھرتیلی فوج کرتے ہیں۔ جیساکہ آپنے کیا ہے

CC-0. Gurukul Kangri University Haridwar Collection. Digitized by S3 Foundation USA